اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

پہلے جمعہ کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیثیت خلیل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجَہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا O (پ۵، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہمارے پیارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جد کریم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش بابل کے شہر میں نمرود مردود کے دور سلطنت میں ہوئی

نمرود بادشاہ کی حکومت پوری دنیا پر تھی۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ چار ایسے بادشاہ گزرے ہیں جن کی بادشاہت پوری دنیا پر تھی۔ ان چاروں میں دو بادشاہ مومن تھے اور دو بادشاہ کافر تھے۔ مومنوں میں ایک حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ الرحمہ اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے اور کافروں میں ایک بخت نصر اور دوسرا بادشاہ نمرود مردود تھا۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۱۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پیارے نبی احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دونوں عالم کے بادشاہ ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

درود شریف:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا وقت قریب آیا، تو آپ کی والدہ ماجدہ نمرود بادشاہ کے ڈر سے ایک تہ خانہ میں چلی گئیں۔ جو آپ کے والد ماجد نے شہر سے دور تیار کیا تھا۔ اسی تہ خانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہیں رہے۔ روزانہ آپ کی والدہ اس تہ خانہ میں تشریف لاتیں اور دودھ پلا کر واپس آجاتیں۔ آپ بہت جلد بڑھ رہے تھے۔ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۱۰)

ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف تیرہ برس یا سترہ برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے سوال کیا کہ میرا رب کون ہے؟ یعنی میرا پالنے والا کون ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا میں ہوں۔ پھر سوال کیا کہ تمہارا رب (پالنے والا) کون ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا تھا تمہارے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے والد کا رب (پالنے والا) کون ہے؟ تو آپ کی والدہ نے فرمایا خاموش رہو اور کوئی جواب نہ دے سکیں اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت جو مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کے دین کو بدل دے گا وہ فرزند یہی ہے اور ساری گفتگو اپنے شوہر کو بتایا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تہ خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس وقت سورج غروب ہوا اور آسمان پر ستارہ طلوع ہوا تو آپ نے دیکھا کہ قوم کے لوگ شرک میں مبتلا ہیں تو آپ نے باطل پرستی کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال فرمایا جس کو قرآن کریم نے بیان کیا۔

اور فرمایا اے لوگو! چاند و سورج اور ستارے معبود نہیں ہیں جو کبھی ڈوبے اور پھر نکلے اور ڈوبنے والا ہمارا خدا نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند و سورج اور ستاروں کی پرستش کے خلاف بیزاری کا اعلان کیا اور ایک خدا کی وحدانیت کو ماننے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت و بندگی کی دعوت پیش کی۔

آپ کا چچا آزر بت بناتا اور بیچتا تھا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے فرمایا

یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝ (پ ۱۶، رکوع ۶)

ترجمہ: اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے، نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے۔ (کنزالایمان)

آپ کا چچا آزر لاجواب ہوگیا اور کہا اے ابراہیم اگر یہ بُت تیری رسالت اور تیرے خدا کی وحدانیت کی گواہی دیدیں تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کی تو تمام بتوں سے یہ آواز آئی۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰهِ۔ آزر نے جب یہ معجزہ دیکھا تو کہنے لگا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) تو بڑا جادوگر ہے۔ اور ایمان نہ لایا۔ (معارج النبوت ص۔ ۳۱۹)

حضرات! نمرود کی قوم کا سال میں ایک عید کا دن ہوتا تھا جس کو وہ لوگ میلے کے طور پر مناتے تھے۔

ایک روز جوان کے میلہ کا دن تھا۔ عمدہ لباس پہن کر میلے میں جاتے اور قسم قسم کے لہو ولعب میں مشغول ہوجاتے۔ واپس ہو کر بت خانہ میں جاتے اور بتوں کی پوجا کرتے۔

اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سب میلے میں جاچکے ہیں اور بت خانے میں بت اکیلے رہ گئے ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی لی اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور ایک بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑی رکھ کر چلے گئے۔ جب نمرود کی قوم کے لوگ میلے سے واپس ہوئے اور بت خانہ میں جاکر اپنے بتوں کی بدحالی دیکھی تو سب بھڑک گئے اور کہا کہ یہ کام ابراہیم (علیہ السلام) کا ہے اسی نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

جب یہ واقعہ نمرود کو بتایا گیا تو نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو نمرود کو سجدہ نہیں کیا جو اس کے دربار میں ہر آنے والے کا طریقہ تھا۔ تو نمرود نے آپ سے کہا کہ تم نے مجھے سجدہ نہیں کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہوں۔

تو نمرود نے کہا تیرا رب کون ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ (پ ۳، رکوع ۳)

ترجمہ: میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں۔ (کنزالایمان)

چنانچہ نمرود نے دو قیدیوں کو بلایا، ایک قیدی جو رہا ہونے والا تھا اس کو مار دیا اور جو قتل ہونے والا تھا اس کو رہا کر دیا اور کہا میں نے اس کو زندہ کر دیا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) دیکھو میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جان لیا کہ نمرود بڑا بے وقوف اور نادان ہے۔ اب اس کے سامنے ایسی دلیل پیش کی جائے جس سے ظالم نمرود بے بس اور لاچار ہوئے۔ اور اس کی جھوٹی خدائی کا بھانڈا پھوٹ جائے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسی دلیل قائم فرمائی جس کا کوئی جواب نمرود کے پاس نہ تھا۔ اس کو قرآن کریم بیان فرماتا ہے: قَالَ اِبْرٰهِیْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (پ۳، رکوع ۳)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا۔ تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے، تو اس کو پچھم سے لے آ، تو ہوش اڑ گئے کافر کے۔ (کنزالایمان)

نمرود مردود غصہ میں آ کر کہنے لگا اے ابراہیم (علیہ السلام) تو نے ہی ہمارے بتوں کو توڑا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بڑے بت سے پوچھو جس کے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہوئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اسی بڑے بت نے ناراض ہو کر تمام بتوں کو توڑ دیا ہے تو نمرود نے جواب دیا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ بت سنتے نہیں۔ اور بولتے نہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یَضُرُّكُمْ ○ (پ۱۷، رکوع ۵)

ترجمہ: کہا تو کیا؟ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہونچائے۔ (کنزالایمان)

خلاصہ! یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کا نمرود مردود کے پاس کچھ جواب نہ تھا۔ اس لئے عاجز و شرمندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار ہوگئی

نمرود نے اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ مشورہ میں طے ہوا کہ آپ کو آگ کے شعلوں میں زندہ ڈال کر جلا دیا جائے۔

نمرود مردود نے حکم دیا کہ ایک پتھر کی تیس گز لمبی اور بیس گز چوڑی ایک چہار دیواری تیار کی جائے اور ہر چھوٹے، بڑے مرد، عورت اس چہار دیواری میں لکڑیاں جمع کریں۔ اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے گا اس کو بھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ کفار ومشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دشمنی اور نمرود مردود کو خوش کرنے کے لئے اس جوش وخروش کے ساتھ لکڑیاں جمع کیں۔ ایک ماہ کامل تک لکڑیاں جمع کی جاتی رہیں۔ جب چہار دیواری لکڑیوں سے بھرگئی تو ان میں آگ لگادی گئی۔ آگ کے شعلے آسمان کو چھونے لگے۔ اگر کوئی پرندہ آگ کے اوپر سے گزرتا تو جل کر راکھ ہو جاتا تھا۔ آگ کی گرمی اور حرارت سے شہر کے لوگ پریشان ہونے لگے اور آبادی کے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا دشوار ہو گیا تھا۔

جب آگ اپنے پورے شباب پر آگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالے جارہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَلَكَ حَاجَةٌ : یعنی اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو بتایئے جبرائیل خدمت کے لئے حاضر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا ہاں حاجت تو ہے مگر اے جبرائیل علیہ السلام تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ آپ؛ کو جس سے حاجت ہے اس سے طلب کرو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: عِلْمُهٗ بِحَالِيْ حَسْبِيْ مِنْ سُوَالِيْ یعنی وہ میرے حال کو خوب جانتا ہے اور وہ میرے سوال سے باخبر ہے اور وہی میرے لئے کافی ہے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمارہے تھے۔

جانتا ہے وہ میرا رب جلیل
آگ میں جاتا ہے اب اس کا خلیل

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے قریب پہونچ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۝ (پ ١٧، رکوع ٥)

ترجمہ: اے آگ ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ (کنزالایمان)

رب تعالیٰ کا حکم سنتے ہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گلزار ہوگئی۔

نمرود مردود بلند مکان پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہلاک اور آگ میں جل کر راکھ ہوگئے ہوں گے۔ جب دیکھا تو آگ کے تمام شعلے پھول بن چکے تھے اور تمام آتش کدہ گل گلزار بنا ہوا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں پھولوں کے تخت پر جلوہ گر تھے۔ پوچھا اے ابراہیم علیہ السلام کس طرح اس آگ سے بچ کر اس ناز ونعمت میں پہونچ گئے ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ یہ میرے رب تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ (معارج النبوۃ، ص ٣٢٦)

نمرود کی بیٹی کا ایمان لانا

حضرات! جب نمرود کی بیٹی رغفہ نے بلند مکان سے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صحیح وسالم ہیں اور نار نمرود گلزار بنا ہوا ہے تو رغفہ کے دل میں ایمان پیدا ہو گیا اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اجازت لیکر کلمہ پڑھتے ہوئے یعنی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔ پڑھتے ہوئے بلند مکان سے نار نمرود میں کود گئی۔ سلامتی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور اپنے ایمان کو تازہ کیا پھر سلامتی سے اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ جب نمرود نے اپنی بیٹی کا ایمان اور پھر اس کا بلند مکان سے آگ میں جانا اور آگ سے سلامت رہنا مشاہدہ کیا۔ بڑا تعجب میں پڑا مگر لوگوں کی ملامت سے ڈرتے ہوئے اپنے باطل دین پر قائم رہا۔ اگرچہ اس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکی تھی۔ پہلے تو لڑکی کو پیار ومحبت سے سمجھایا کہ دین ابراہیم سے پھر جائے مگر نیک بیٹی اپنے سچے دین سے نہ پھری تو اب اس کو طرح طرح کی تکلیف پہونچانے کا ارادہ کیا اور اس کے ہاتھوں اور پیروں کو باندھ کر سخت دھوپ میں گرم ریت پر لٹا دیا۔ ادھر دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رغفہ کو اس کے ظالم باپ نمرود مردود کے ظلم سے چھڑا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے آئے۔ کچھ مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے بیٹے مدین کے ساتھ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سعادت مند لڑکی سے بیس فرزند بطناً بعد بطن پیدا فرمائے جو سب کے سب مسند نبوت پر فائز ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ (مدارج النبوت، ص ۳۳۷)

اے ایمان والو! نمرود مردود کی بیٹی رغفہ کلمہ شریف پڑھتے ہوئے بلند مکان سے کود کر نار نمرود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہونچتی ہیں تو وہ بھی آگ سے محفوظ رہتی ہیں۔ یہ ہے کلمہ شریف کی برکت اور نبی کی محبت کا اثر۔ اگر ہم بھی کلمہ شریف پڑھنا اپنی عادت بنالیں اور پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی محبت کریں تو بروز قیامت کلمہ شریف کی برکت اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت سے دنیا کی ہر بلا ومصیبت کی آگ سے اور قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبی کے دشمن کا برا انجام: نمرود مردود بڑا ظالم وسفاک بادشاہ تھا۔ اپنے کو خدا کہلواتا تھا اس کا سجدہ کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں اور سرکشوں کو ڈھیل دیتا ہے۔ اور وہ اس چھوٹ اور ڈھیل کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور جب ظلم وگناہ حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آکر رہتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق نمرود کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ تھی اور تین سو سال تک بیمار نہ پڑا تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اگر میں بندہ ہوتا تو ضرور بیمار ہوتا۔ اس کے سرکش اور ظالم ہونے کے بہت سے اسباب تھے۔ ایک وجہ یہ بھی تھی جو وہ بیمار نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے خود کو خدا کہلوانے لگا اور جھوٹا خدا بن بیٹھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی جھوٹی خدائی کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے ایک لنگڑے مچھر کو بھیجا۔ جو اس کے ناک کے راستے سے دماغ میں چلا گیا اور اس کو کاٹنے لگا۔ نمرود سخت پریشان ہوا۔ ایک لنگڑے مچھر کے عذاب سے بچنے کی اس کے پاس کوئی تدبیر نہ تھی۔ دن ورات درد وکرب میں مبتلا رہنے لگا۔ حکماء سے علاج کراتا مگر ''مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی'' اس کے ہلاک وبرباد ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ ایک ماہر حکیم جو غالباً اس کے ظلم وستم سے پریشان اور اس کی جھوٹی خدائی سے آگاہ تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ بادشاہ! ایک پرانے چمڑے کے جوتے سے آپ کے سر پر مالش کیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کے سر کا درد کچھ کم ہو جائے اور آپ کو آرام نصیب ہو۔

حکم ہوا کہ پرانا چمڑے کا جوتا لایا جائے۔ جوتا حاضر کیا گیا اور ایک شخص کو متعین کیا گیا کہ اس پرانے جوتے سے نمرود کے سر پر مالش کیا کرے۔ جب جوتا نمرود کے سر پر پڑنے لگتا۔ تو مچھر دماغ کے ایک کونے میں بیٹھ جاتا اور تکلیف ودرد کم ہو جاتا اور نمرود سمجھتا کہ بیماری کا علاج ہو رہا ہے۔ پھر مچھر دماغ میں کاٹتا پھر جوتے سے اس کے سر کو پیٹا جاتا پھر درد کم ہو جاتا۔ اسی طرح جوتا سر پر پڑتا رہا یہاں تک کہ سر پھٹ گیا اور دماغ باہر آ گیا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور جھوٹا خدا نمرود، ذلت ورسوائی کے ساتھ تڑپ، تڑپ کر مر گیا۔

حضرات! یہ ہے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمن کا بُرا انجام۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمن نمرود کا کتنا برا حال ہوا۔ آپ حضرات نے دیکھ لیا اور آج بھی جو لوگ نبی سے دشمنی کرتے ہیں اور نبی پر طرح طرح کا اعتراض کرتے نظر آتے ہیں وہ لوگ بھی کسی نہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا ملیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے، انبیائے کرام اور اولیائے کرام سے عداوت ودشمنی سے بچنا لازم وضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی عداوت ودشمنی سے بچائے اور ان سے محبت وعقیدت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے شام تشریف لے گئے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ کے ہمراہ حضرت سارہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ پہلے آپ حراں میں مقیم ہوئے کچھ دن کے بعد مصر کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم اور فاسق تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جس کی شادی ہوتی وہ دولہن اس کے سامنے پیش کی جاتی اگر اسے پسند آتی تو اپنے پاس رکھ لیتا ورنہ واپس بھیج دیتا۔ اس بد بخت بادشاہ نے ہر جانب آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو حسین وجمیل تھیں۔ بادشاہ کو خبر دی گئی کہ ایک مسافر کے ساتھ ایک عورت ہے جو بڑی حسین وجمیل ہے۔ ظالم بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بلالیا۔ ظالم بادشاہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے ہی آپ پر فریفتہ ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باہر رہنے دیا اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بند کمرے میں لے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کمرہ کے درودیوار کو شیشہ کی طرح کر دیا کہ آپ کو کمرے کے اندر کے سب حالات نظر آتے تھے۔ جب ظالم بادشاہ نے خیال فاسد سے اپنا ہاتھ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھایا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ ظالم بادشاہ توبہ کرنے لگا اور مجبور ہو کر آپ سے معافی مانگی اور آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اس کا ہاتھ درست ہو گیا۔ پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا اور آپ کی طرف ظالم نے ہاتھ دراز کیا تو پھر اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اسی طرح جب اس کی نیت خراب ہوتی اور آپ کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا۔ ظالم بادشاہ کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کرو اور میں معافی مانگتا ہوں کہ کبھی بھی بری نیت نہیں کروں گا اور آپ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ آپ نے دعا کی تو اس کا ہاتھ درست ہو گیا۔ یہ سارا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کمرے سے باہر ملاحظہ فرمارہے تھے۔ ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کرامت دیکھ کر اپنی ایک نیک و پارسا کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں دیدیا۔ اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نیک کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سپرد کر دیا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے ملک شام تشریف لاتے ہیں اور ارض مقدس میں سکونت پذیر ہو جاتے ہیں۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس لئے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نیک و پارسا کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بخش دی۔

رَدَّ اللّٰہُ کَیْدَ الْکَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِیْ نَحْرِہٖ وَاَخْدَمَ ھَاجِرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا (بخاری شریف، ج۱، ص۴۷۴)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں ارض مقدس پر آباد ہو گئے۔ بیس سال کا عرصہ گزر گیا آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ (پ۲۳، رکوع۷) یعنی اے رب تعالیٰ مجھے نیک بیٹا عطا فرما۔

دردمند دل سے اخلاص کے ساتھ نکلی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے میں آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جن کو جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ذبیح اللہ کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

شہر مکہ کا وجود میں آنا اور تعمیر کعبہ

ظاہری بات ہے کہ جو بچہ بڑھاپے میں اور بڑی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد پیدا ہوا ہوگا وہ بچہ ماں، باپ کی نظر میں کتنا عزیز اور کس قدر زیادہ پیارا ہوگا۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنی گود میں بٹھاتیں اور پیار کرتیں تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی گود کو خالی دیکھ کر رشک کرنے لگیں اسی وجہ سے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یہاں سے کہیں دور مقام پر چھوڑ آؤ۔ اصل میں یہ راز و حکمت ہے۔ شہر مکہ کے وجود میں آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ معظمہ کی تعمیر کا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما دیا تھا۔

چنانچہ وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس سرزمین پر چھوڑ آؤ۔ جو اب مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کو اپنے ہمراہ لیکر ملک شام سے کعبہ معظمہ کے نزدیک اس مقام پر چھوڑا جہاں آج زم زم کا چشمہ ہے۔ یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ۔ نہ سایہ دار درخت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نیک بخت بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک توشہ دان کھجوروں کا اور ایک برتن پانی کا دیکر واپس تشریف لانے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی اور عرض کی اے میرے سرتاج اَیْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِی الَّذِی لَیْسَ فِیْهِ اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ ۝

یعنی اے ابراہیم علیہ السلام! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ ہمیں اس وادی میں اکیلے اور تنہا چھوڑ کر، جس میں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی اور کوئی چیز۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی توجہ فرمائی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند مرتبہ یہی سوال کیا مگر کوئی جواب نہ آیا تو عرض کی کہ اے ابراہیم علیہ السلام کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ مجھے اس وادی میں اکیلے اور تنہا چھوڑ کر جارہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں میں اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔

اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّعَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ ۝

یعنی جب رب تعالیٰ کا حکم ہے تو پھر کچھ خوف نہیں اللہ تعالیٰ خود ہی حفاظت فرمائے گا اس پر میرا بھروسہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چلتے وقت دعا کرتے ہیں

رَبَّنَاۤ اِنِّیۤ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ ۝ (پ۱۳، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے، شاید وہ احسان مانیں۔ (کنزالایمان)

آب زم، زم کا چشمہ: کچھ دنوں تک حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کھجوروں اور پانی سے گزارہ کیا اور اپنے فرزند کو دودھ پلاتی رہیں۔ جب وہ پانی ختم ہوگیا۔ پیاس کی شدت ہوئی اور چھاتی سے دودھ خشک ہوگیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حلق مبارک پیاس کی شدت سے سوکھ گیا۔ ننھے شیر خوار بچے کی جان جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں پہلے صفا پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور چاروں طرف نظر کیا

مگر کسی طرف بھی پانی نظر نہ آیا تو صفا پہاڑی سے دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر تشریف لائیں اور چاروں طرف دیکھتی رہیں کہ پانی کہیں مل جائے مگر کسی طرف بھی پانی کا نام ونشان تک نہ ملا۔ اسی طرح حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سات مرتبہ صفا سے مروہ پہاڑی پر دوڑیں۔ اور آپ پلٹ پلٹ کر اپنے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف بھی دیکھتی رہتی تھیں کہ کوئی موذی جانور میرے بیٹے کو گزند نہ پہونچادے اور جب بھی نظر کرتیں تو دیکھتی تھیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ اور پیر ہل رہے ہیں مگر جب ساتویں مرتبہ مروہ پہاڑی سے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے قدموں کے رگڑنے کی جگہ صاف شفاف پانی کا چشمہ اُبل رہا تھا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آتی ہیں۔ اور پانی کے چشمہ کے چاروں طرف ریت اور مٹی رکھ کر پانی کو روکتی ہیں اور کہتی جاتی ہیں زم۔ زم یعنی اے پانی ٹھہر جا ٹھہر جا۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پانی کو زم زم یعنی اے پانی ٹھہر جا نہ کہتیں تو یہ پانی ساری دنیا کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا۔

اے ایمان والو! حقیقت میں زم زم کوئی نام نہیں ہے۔ زم زم کے معنی ہیں ٹھہر جا کے، اور یہ کوئی نام نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نیک بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان مبارک نے اس پانی کے متعلق زم زم فرمایا تو اب قیامت تک کے لئے اس پانی کا نام زم زم ہی پڑ گیا۔

گویا نیک بندے یا نیک بندی کی زبان سے جو لفظ نکل جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مقبول انام بنا دیتا ہے۔

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفا پہاڑی سے مروہ اور مروہ پہاڑی سے صفا تک دوڑنا اس قدر پسند فرمایا کہ صفا اور مروہ پہاڑی کو اپنی نشانی قرار دے دیا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط (پ۲، رکوع ۳)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔ (کنز الایمان)

صفا اور مروہ کو نشانی کیوں بنایا گیا؟

اس لئے کہ ان دونوں پہاڑیوں پر اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کا قدم پڑ گیا ہے۔ اس لئے اب وہ جگہ عام جگہوں سے ممتاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار پائی۔

حضرات! جب قدم پڑ گیا تو وہ جگہ برکت ورحمت والی ہوگئی۔ تو اس قبر کی عظمت و بزرگی اور رحمت و برکت کا کیا عالم ہوگا جس قبر میں اللہ تعالی کا نیک بندہ یا نیک بندی آرام کر رہے ہوں اور پھر تربت پاک مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی عظمت و برکت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس میں خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ اسی لئے عاشق مصطفی حضور اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

حضرات! اللہ تعالی کو اپنی نیک بندی کا دوڑنا اس قدر پسند آیا کہ ہر حاجی کو قیامت تک کے لئے صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم دیدیا تا کہ دنیا والے میرے محبوں اور نیکوں کی قدرومنزلت کو پہچان لیں اور جان لیں کہ میری نیک بندی ہاجرہ (رضی اللہ تعالی عنہا) تو ضرورت کے وقت دوڑی تھیں لیکن آج ہر حاجی صفا ومروہ کے درمیان بغیر ضرورت دوڑتے ہیں اور یہی اللہ تعالی کا حکم بھی ہے تا کہ میری نیک بندی ہاجرہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کی سنت باقی رہے اور ان کی دوڑنے کی وہ ادا زندہ اور جاری رہے اور اگر کسی حاجی نے حضرت ہاجرہ کی اس سنت پر عمل نہیں کیا یعنی سعی نہیں کی تو اس کا حج مکمل نہیں ہوا۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

درود شریف

آب زم زم کی فضیلت: اے ایمان والو! آب زم زم بڑی فضیلت و برکت والا ہے۔ زم زم کے پانی کو انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے نوش فرمایا ہے اور خود ہمارے پیارے آقا محبوب خدا مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے پیا اور اس کی فضیلت و برکت کو اپنی مبارک زبان سے بیان فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے کھڑے کھڑے ڈول سے زم زم پیا اور باقی جو بچا اسے زم زم کے کنویں میں ڈال کر آب زم زم کو مزید برکت والا بنا دیا۔

(ترمذی شریف، تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۳۰۳، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۲)

آب زم زم تبرک کے لئے لے جانا سنت ہے

حج کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آب زم زم مشکیزوں اور برتنوں میں بھر کر ساتھ لے گئے تھے۔ عرصے تک وہ پانی بیماروں کو پلاتے رہے اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سہیل بن عمر کے ذریعہ آب زم زم کے دو مشکیزے مدینہ منورہ منگوائے۔ (ترمذی شریف، تاریخ مکہ، ج۲، ص۲۰۳)

اے ایمان والو! ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آب زم زم کو ساتھ لے جانا اور پھر مکہ شریف سے مدینہ منورہ منگوانا اور آب زم زم کو شفا کے لئے بیماروں کو پلانا۔ یقیناً آب زم زم کی فضیلت و برکت کو ثابت کرتا ہے۔

آب زم زم پیٹ بھر کے پینا سنت ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیشک آب زم زم بھوک کے لئے غذا ہے۔ اور بیماری کے لئے شفا ہے اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ ہم آب زم زم کو پیٹ بھر کر پیتے ہیں اور منافق پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔ (مسلم شریف، ابن ماجہ، حدیث ۳۰۶۱، ص ۲۲۰، کنز العمال، ج۱۲، ص ۱۰۲، مشکوٰۃ شریف)

آب زم زم جس مقصد کے لئے پیو گے کامیابی ہے

حضور رحمت عالم مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آب زم زم جس نیت سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے گا۔ اگر تم زم زم کے پانی کو حصول شفا کی نیت سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا اگر تم آب زم زم (بھوک کی حالت میں) پیٹ بھرنے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ پیٹ بھر دے گا یہ پانی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ٹھوکر اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک کی برکت سے جاری ہوا ہے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۲۰، کنز العمال، ج۱۲، ص ۱۰۰، حاکم)

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں آب زم زم پیتے وقت جو دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔

حدیث شریف میں جس دعا کا ذکر ہے وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ۝ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے علم نافع اور رزق کی کشادگی اور متقبول عمل اور ہر بیماری سے شفاء کا طلبگار ہوں۔ (بہار شریعت، ج۶، ص ۶۸)

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا قبول ہوئی۔ قبیلۂ جرہم کے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے ملک شام جا رہے تھے راستہ وہی تھا دیکھا کہ کچھ پرندے منڈلا رہے ہیں۔ یقیناً اس جگہ پانی ہے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کی گود میں ایک ننھا سا بچہ ہے قبیلہ جرہم کے لوگ سنسان جنگل میں تنہا عورت اور اس کی گود میں بچہ کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور دیکھا کہ اس خاتون کے قریب صاف و شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے تو قبیلہ کے لوگوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس جگہ قیام کرنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت عطا فرمادی وہ سب آباد ہوگئے اس طرح مکہ معظمہ کا شہر وجود میں آیا۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۳۹)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

دوسرے جمعہ کا بیان

شہر مکہ کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ O وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ O (پ۳۰،رکوع۱۵)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا کسی شہر کی قسم یاد فرمانا اس شہر کی عظمت وبزرگی کو ظاہر فرماتا ہے۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی ہے تو اس کی وجہ اور بنیاد کیا ہے؟ کیا مکہ شہر میں خانۂ کعبہ ہے۔ اس لئے اس کی قسم یاد فرمائی یا مکہ شہر میں حجر اسود اور مقام ابراہیم جنتی پتھر ہیں اس لئے اس کی قسم یاد فرمائی یا مکہ شہر میں آب زم زم کا کنواں ہے صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں یا عرفات ومزدلفہ کے مقدس میدان اور غار حرا و غار ثور ہیں؟ تو جواب ملے گا نہیں ہرگز نہیں یہ قسم میں نے ان کے سبب یاد نہیں فرمائی ہے۔

بلکہ میں نے قسم اس لئے یاد فرمائی ہے:

وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ O ترجمہ: کہ اس شہر میں (اے محبوب) تم تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

اے میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم! میں نے اس شہر مکہ کی قسم اس لئے یاد فرمائی ہے کہ مقدس زمین نے تیرے قدموں کے بوسہ لینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم

اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

حضرات! شہر مکہ جس کی زمین نے محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علی وآلہ وسلم کے قدموں کا بوسہ لیا۔ اسے اُم القریٰ، سید البلاد اور بلد امین کا لقب حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ زمین اتنی پسند آئی کہ اس کو زیارت گاہ عالم بنادیا اور اس زمین کو اپنے مقدس گھر خانہ کعبہ کے لئے منتخب فرمایا۔ ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر، جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور سارے جہاں کا راہ نما۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف: (۱) حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ کے مقام حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا اور آپ سرزمین مکہ کے متعلق فرمارہے تھے۔ خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین میں افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے۔ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف)

حدیث شریف: (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور رحمت و برکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے فرمایا: تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے بہت پیارا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! مکہ معظمہ کا شہر نزول قرآن اور ظہور اسلام کا مقدس مرکز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت اسی شہر میں ہوئی۔ بے شمار انبیائے کرام اور رسولان عظام خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے اس شہر معظم میں تشریف لائے۔ کعبہ شریف کے اردگرد تین سو انبیائے کرام کی مقدس قبریں ہیں۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ستر انبیائے کرام کی قبریں ہیں اور حطیم کے اندر جو خانہ کعبہ کا حصہ ہے اس میں میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔ مکہ شریف کے قبرستان جنت المعلیٰ سے قیامت کے دن ایسے ستر ہزار انسان اٹھائے جائیں گے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک ستر، ستر ہزار گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ (تاریخ مکہ، ج ۱، ص ۶۷)

تعمیر کعبہ: تعمیر کعبہ کے متعلق مختلف روایات ہیں، ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب سے پہلے تعمیر کعبہ فرشتوں نے کی اور پھر فرشتوں نے کعبہ کا طواف کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مکہ شریف گئے اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد کعبہ شریف کی جگہ ایک سرخ ٹیلہ سا رہ گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ طوفان نوح (علیہ السلام) کے وقت اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح (علیہ السلام) کا رخ مکہ شریف کی طرف پھیر دیا تھا۔ جس میں اسی (۸۰) مرد وزن سوار تھے۔ اس کشتی نے رات و دن کعبہ شریف کا طواف کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۴۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طوفان نوح (علیہ السلام) کے چار سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کعبہ کیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کے سلسلے میں کھدائی شروع کی تو کعبہ کی بنیاد ظاہر ہوگئی۔

تعمیر کعبہ میں استعمال ہونے والے پتھر فرشتے پانچ پہاڑوں، جبل طور سینا، طور زیتون، کوہ لبنان، کوہ جودی اور حرا پہاڑی سے لائے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر کرتے تھے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ، ج ۲، ص ۴۳، تفسیر مظہری، ج ۲، ص ۴۴۳)

تاریخ مکہ مکرمہ میں ہے کہ تعمیر کے بعد مختلف زمانوں میں کعبہ معظمہ کی تعمیر ہوتی رہی ہے۔ قبیلہ جرہم، عمالقہ، قصی بن کلاب، قریش، عبداللہ بن زبیر اور حجاج بن یوسف نے بھی کعبہ تعمیر کی۔ (تاریخ مکہ مکرمہ، ج ۲، ص ۴۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ O (پ ۱ رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم (علیہ السلام) اس گھر کی نیویں اور اسماعیل (علیہ السلام) یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے! ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب تعمیر کعبہ کر رہے تھے تو اسی وقت یہ بھی دعا مانگی کہ

اے ہمارے رب! اپنے محبوب رسول، نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہماری نسل میں پیدا فرما اور یہ شرف و بزرگی ہمیں نصیب فرما۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ 0

ترجمہ: اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے۔ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (کنزالایمان)

خلیل و ذبیح علیہما السلام کی دعا قبول ہوئی آپ دونوں کی نسل پاک سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَبِشَارَةُ عِیْسٰی 0 یعنی میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (مسند امام احمد، تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۴)

کعبہ معظّمہ کی شان و عظمت

حدیث شریف ۱: کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا کی جائے مقبول ہے۔ (کنز العمال، ج ۳، ص ۲۵۸)

حدیث شریف ۲: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلنَّظْرُ اِلَی الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ یعنی کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، کتاب العمل، ج ۳، ص ۲۵۸)

حدیث شریف ۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں ہر دن کعبہ معظّمہ پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے

سِتُّوْنَ لِلطَّائِفِیْنَ یعنی ساٹھ رحمتیں کعبہ کے طواف کرنے والوں پر۔

وَاَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّیْنَ اور چالیس رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر۔

وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِیْنَ اور بیس رحمتیں کعبہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ (بیہقی فضائل حج ۱۰۵)

مسجد کعبہ میں ایک نماز، ایک لاکھ نماز کے برابر ہے

حدیث شریف ۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے سرکار امت کے غمخوار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

وَصَلوٰۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ خَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلوٰۃٍ وَصَلوٰتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِئَۃِ اَلْفِ صَلوٰۃٍ

یعنی مدینہ منورہ کی میری مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ہے اور مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ (ابن ماجہ، ج۱، ص۱۰۲، مشکوۃ، ص۷۲)

درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم پر کعبہ کی حاضری

حدیث ۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ کے کعبہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن کعبہ کو سجا کر میری قبر انور کے پاس لایا جائے گا۔

فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ ٥ یعنی کعبہ عرض کرے گا یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر سلام ہو۔ تو میں اس کو جواب میں کہوں گا۔

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَابَیْتَ اللّٰہِ ٥ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے گھر۔

پھر ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کعبہ سے فرمائیں گے کہ اے کعبہ! میرے بعد میری امت تیرے ساتھ کیسے پیش آئی؟ تو کعبہ کہے گا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی امت میں سے جو میرے پاس آیا تھا بروز قیامت میں اس کی کفایت وشفاعت کروں گا اور جو میرے پاس نہیں آیا تو آپ اس کی کفایت و شفاعت کریں۔ (درمنثور، ج۱، ص۱۳۷)

حجر اسود جنتی پتھر ہے

اے ایمان والو! حجر اسود جنتی پتھر ہے جو کعبہ معظمہ کے جنوب مشرقی کونے میں نصیب ہے اور لوگوں کے گناہوں کو چوستے چوستے کالا پڑ گیا۔

حدیث شریف ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حجر اسود جنت سے آیا ہے۔
وَ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ O اور دودھ سے زیادہ سفید تھا اسے لوگوں کے گناہوں نے سیاہ کر دیا۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۱۷۷، مشکوٰۃ)

حدیث ۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے آقا رحمت و برکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ حجر اسود کو قیامت کے دن اٹھائے گا۔
لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ O یعنی اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور اس کی ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولتا ہوگا۔
جس نے اس کو چوما ہوگا اس کے متعلق گواہی دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۳: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حجر اسود کے پاس ایمان کے ساتھ حاضر ہو تو حجر اسود قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کرے گا۔ (درمنثور، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۹۸)

حدیث شریف ۴: جلیل القدر محدث امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف نقل کی ہے کہ حجر اسود کے قریب مسلمان خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگے وہ اسے مل کر رہے گا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حدیث شریف ۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے مبارک ہونٹوں سے بہت دیر تک حجر اسود کا بوسہ لیتے رہے۔ حجر اسود کے قریب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی جگہ ہے جہاں رویا اور آنسو بہایا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۶: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اگر میں نے اپنے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تجھے بوسہ لیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ لیتا۔
(مسلم ج ۱، ص ۴۱۳، ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۱۱، بخاری، ج ۱، ص ۲۱۷)

حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ جو قریب ہی کھڑے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی گفتگو سن کر فرمایا۔ اے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔ جب مومن حجر اسود کو چومتا ہے تو حجر اسود اس مومن کو نفع دیتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چوس لیتا ہے اور جب کافر حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے تو اس کو نقصان پہونچاتا ہے۔ یعنی مومن کے گناہوں کو کافر کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی بات کو سن کر رو پڑے اور ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں اس دن سے کہ عمر رہے اور علی کا سایہ نہ رہے۔ (رضی اللہ تعالی عنہما)

(تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۱۲۰۹، المستدرک، ج ۱، ص ۴۵۷، فتح الباری، ج ۳، ص ۳۶۲)

اس روایت کو تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا اور دیو بندی جماعت کے مولانا، مولوی محمد عبد المعبود دیو بندی نے نقل کیا ہے۔ (فضائل حج، ص ۱۰۸)

اے ایمان والو! ذاتی طور پر یعنی بذات خود نفع اور نقصان دینا یہ شان صرف اور صرف اللہ تعالی کی ہے اور اللہ تعالی کی دی ہوئی طاقت وقوت سے حجر اسود بھی نفع اور نقصان پہونچانے کی شان رکھتا ہے۔ بس اسی طرح انبیائے کرام اور اولیاء کرام کا بھی معاملہ ہے کہ یہ حضرات ذاتی طور پر یعنی بذات خود بغیر اللہ تعالی کی بخشش وعطا کے نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

لیکن اللہ تعالی کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہر نبی اور ہر ولی نفع بھی دے سکتے ہیں اور نقصان بھی پہونچا سکتے ہیں جیسے ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اپنے مریدوں کو اور ہمارے آقا سرکار امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اپنے عاشقوں کی اور ہمارے مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اپنے ہر امتی کی مدد فرماتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان سے بچاتے بھی ہیں۔

بد نصیب ہیں وہ لوگ جو حجر اسود کی طاقت وقوت کو تو مانتے ہیں مگر انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کی طاقت وقوت کا انکار کرتے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

اسی طرح کی بات حضرت علامہ امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری، ج ۳، ص ۱۰۵۶ پر۔ حضرت علامہ بدرالدین عینی نے فتح الباری، ج ۳، ص ۶۶۲ پر اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۵، ص ۳۲۵ پر تحریر فرمایا ہے کہ۔

بذات خود ذاتی طور پر کسی کی مدد کرنا یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے نفع اور نقصان پہونچانا اور لوگوں کی مدد کرنا یہ شان ہر نبی اور ہر ولی کو حاصل ہے مگر ماننے گا مومن اور منافق انکار کرے گا۔

ہمارے آقا کے سلام کی رحمت و برکت

والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اعلان نبوت سے پہلے جب بھی میں کعبہ معظمہ میں تشریف لاتا تو حجر اسود ہی وہ پتھر ہے جو مجھے پہچانتا تھا اور مجھے سلام کرتا تھا۔

اے ایمان والو! اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلام کی عظمت و برکت کو اچھی طرح جان لو کہ حجر اسود ایک پتھر ہو کر میرے پیارے نبی اور پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتا تھا اور آپ پر سلام پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام حجر اسود جنتی پتھر کو یہ ملا کہ جب تو میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرتا تھا تو اب میرے محبوب کے امتی، کعبہ کا طواف کرنے والے، ہر چکر میں تجھے قیامت تک سلام کرتے رہیں گے۔

ایک پتھر کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے کا اتنا بڑا صلہ دیا گیا، اور ہم تو مومن، مسلمان۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والے امتی ہیں اگر ہم محبت و عقیدت کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر

درود و سلام پڑھتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کا عظیم صلہ و بدلہ ہم کو دونوں جہاں میں برکت و رحمت اور بخشش و نجات و جنت کی شکل میں نصیب فرمائے گا۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے کا ثبوت

احادیث کریمہ اور بزرگوں کے اقوال بیان کئے جاتے ہیں تاکہ ان بددینوں اور گمراہوں کے لئے دلیل قائم ہو جائے جو بزرگان دین اور مشائخ عظام کے ہاتھ پاؤں کے چومنے کو ناجائز و حرام سمجھتے ہیں، بلکہ شرک و کفر بھی کہہ دیتے ہیں۔

حدیث شریف ۱: حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

فَاَخَذْنَا بِيَدِهٖ وَرِجْلَيْهِ وَقَبَّلْنٰهَا ٥ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک اور پائے اقدس کا بوسہ لیا۔ (الادب المفرد، امام بخاری، ص: ۳۳۷)

حدیث شریف ۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ ٥ ہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چوما۔ (ابوداؤد شریف، ج: ۲، ص: ۳۲۶، الادب المفرد، ص: ۳۳۶)

حدیث شریف ۳: حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اپنی سواریوں سے جلدی سے اترنے لگے۔

فَنُقَبِّلُ يَدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرِجْلَيْهِ ٥ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۳۶۳، مشکوۃ شریف، ص: ۴۰۲)

حدیث شریف ۴: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان

کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے۔ انہیں چومتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پکڑتیں اور اسے بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد، ج:۲،ص:۷۶۳، مشکوٰۃ،ص:۴۰۲)

حدیث شریف ۵: امام المحدثین حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ ابن عابدین شامی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث نقل کی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور معجزہ طلب کیا کہ یہ درخت جو بہت پرانا ہے اس کو آپ اپنے پاس بلالیں اگر یہ درخت آپ کے پاس آ گیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا تو ہمارے پیارے رسول، مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا تو اس درخت کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ یَاأَیُّهَا الشَّجَرُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَدْعُوکَ ٥ اے درخت! تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بلاتے ہیں۔

درخت کے پاس اعرابی پہنچا اور اس نے درخت کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم سنایا تو درخت داہنے اور بائیں جھکا اور اپنی جڑوں کے ساتھ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ٥

اعرابی نے عرض کیا۔ اب آپ اس کو حکم فرمائیں کہ یہ درخت اپنی جگہ واپس چلا جائے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا وہ درخت اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! اگر میری شریعت میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

پھر اعرابی نے عرض کیا: فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اُقَبِّلَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَهٗ ٥ یعنی آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے ہاتھ، پیر مبارک کو چوموں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی کو اپنے ہاتھ اور پیر مبارک کو چومنے کی اجازت دی۔ (شفاء شریف، ج:۱،ص:۲۹۹)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے دست بوسی اور سجدہ کا فرق واضح ہو گیا کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جائز نہیں ہے اور بزرگوں کے ہاتھ اور پیر کو چومنا جائز و حلال ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

حدیث شریف ۶: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۶۹۳)

حدیث شریف ۷: حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رَأَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَیِ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ ○ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے دیکھا۔ (الادب المفرد، امام بخاری، ص:۳۳۷)

حدیث شریف ۸: حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام تشریف لائے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور ان سے مصافحہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ (کنز العمال، ج:۹، ص:۲۲۰، شرح مسلم، ج:۳، ص:۳۹۷)

حدیث شریف ۹: علامہ ابن کثیر دمشقی نے نقل کیا کہ حضرت ثابت تابعی نے خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ تم نے کبھی اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مس کیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں: تو حضرت ثابت تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اپنا ہاتھ دو تا کہ اس کو چوموں۔

فَقَبَّلَهَا یعنی حضرت ثابت تابعی نے حضرت انس صحابی کے ہاتھ کو چوم لیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج:۹، ص:۹۰، الادب المفرد، ص:۳۳۶)

محدث جلیل علامہ بدر الدین عینی تحریر فرماتے ہیں کہ نیک و صالح بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں کو چومنا باعث برکت اور مستحسن فعل ہے۔ (عمدۃ القاری، ج:۹، ص:۲۴۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ عالم دین اور عادل بادشاہ کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۳، ص:۲۵۰، فتاویٰ عبد الحی، ج:۳، ص:۱۲۰)

علمائے دیوبند کے نزدیک بھی بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنا جائز ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ دین دار لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا درست ہے اور ان کے پاؤں کو چومنا بھی درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص:۴۵۹)

فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے۔ عالم وصوفی پابند شریعت کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، ج:۱، ص:۶۶)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے اقوال و بیانات اور ان کی زندگی سے صاف طور پر واضح اور ثابت ہو گیا کہ نیک وصالح کے ہاتھ پاؤں چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حصول برکت ورحمت کا سبب ہے۔ مخالف اہلسنت دیوبندی، وہابی اور تبلیغی جماعت کے مولویوں نے بھی اللہ والوں کے ہاتھ چومنا اور ان کے لئے تعظیما کھڑا ہونا جائز ودرست لکھا جیسا کہ حوالہ گزرا۔

مگر افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیوبندی اور تبلیغی اللہ والوں کی عزت وخدمت کو اور ان کے ہاتھ چومنے کو ناجائز بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ کم سے کم اپنے گھر کے مولویوں کی بات مان لیتے تو ایک مستحسن فعل کو ناجائز اور شرک نہ کہتے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سنیوں کو اپنے بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے اور ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم بھی جنتی پتھر ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ جب کعبہ کی دیوار اونچی اٹھتی تو یہ پتھر خود بخود اونچا ہو جاتا اور خود بخود نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدس مبارک کا ہے۔

اس پتھر یعنی مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر ہو گئے جو آج تک موجود ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں سے تعلق ونسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار ومحبت ہوتی ہے کہ ایک پتھر جس کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف مل گیا تو وہ پتھر اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب وپسندیدہ ہو گیا کہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ اس کو اپنی نماز کے لئے مصلّٰی بنالو۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ ۱، رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ج (پ ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے۔ عالم وصوفی پابند شریعت کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، ج ا، ص ٦٦)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے اقوال و بیانات اور ان کی زندگی سے صاف طور پر واضح اور ثابت ہو گیا کہ نیک و صالح کے ہاتھ پاؤں چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حصول برکت و رحمت کا سبب ہے۔ مخالف اہلسنت دیو بندی، وہابی اور تبلیغی جماعت کے مولویوں نے بھی اللہ والوں کے ہاتھ چومنا اور ان کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا جائز و درست لکھا جیسا کہ حوالہ گزرا۔

مگر افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیو بندی اور تبلیغی اللہ والوں کی عزت و خدمت کو اور ان کے ہاتھ چومنے کو ناجائز بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ کم سے کم اپنے گھر کے مولویوں کی بات مان لیتے تو ایک مستحسن فعل کو ناجائز اور شرک نہ کہتے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سنیوں کو اپنے بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے اور ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم بھی جنتی پتھر ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ جب کعبہ کی دیوار اونچی اٹھتی تو یہ پتھر خود بخود اونچا ہو جاتا اور خود بخود نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدس مبارک کا ہے۔

اس پتھر یعنی مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر ہو گئے جو آج تک موجود ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں سے تعلق و نسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار و محبت ہوتی ہے کہ ایک پتھر جس کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف مل گیا تو وہ پتھر اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب و پسندیدہ ہو گیا کہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ اس کو اپنی نماز کے لئے مصلیٰ بنالو۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ ا، رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج (پ ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے نیک و پیارے بندوں سے کس قدر محبت و پیار فرماتا ہے کہ جس جگہ پر نیک و صالح کا قدم پڑ جائے تو اس جگہ کو مصلیٰ بنانے کا حکم ہوتا ہے تو جب نیکوں کے قدم کی برکت و رحمت کا یہ عالم ہے تو خود نیک و صالح کی عظمت و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

تیسرے جمعہ کا بیان

حج کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ط (پ۲، رکوع۸)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلان حج کا حکم دیدیا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (پ۱۷، رکوع۱۱)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا حکم پاکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شریف کے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا گھر کعبہ تعمیر کر دیا ہے۔ اے لوگو! کعبہ کا حج اور اس کی زیارت کے لئے آؤ۔

ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے عام اعلان کا حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا، اے مولائے کریم میرے بندے ساری دنیا میں آباد ہیں، میری آواز کہاں تک پہونچے گی، تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آواز دینا اے ابراہیم! تیرا کام ہے اور پوری دنیا کے انسانوں تک آواز کو پہونچا دینا میرا کام ہے۔ آپ کی اس آواز کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین و آسمان۔ شمال و جنوب مشرق و مغرب میں رہنے والی تمام مخلوق نے سنا۔ یہ صدا چاردانگ عالم میں گونج گئی۔ نہ صرف دنیا میں موجود انسانوں کے کانوں میں یہ آواز پہونچی بلکہ عورتوں کے ارحام اور مردوں کے اصلاب میں جو بچے تھے انہوں نے بھی یہ آواز سنی۔ قیامت تک پیدا

ہونے والے انسانوں کی روحوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اعلان سنا اور جس نے اس اعلان ابراہیمی پر لبیک کہی۔ اسے ہی حج کی سعادت نصیب ہوگی اور جتنی بار جس نے لبیک کہی ہے اتنی مرتبہ وہ شخص حج کرے گا۔ (تاریخ مکہ، روح البیان شریف)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۴، رکوع۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما، اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ، اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنز الایمان)

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے

شاہ طیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد:

حدیث شریف ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ پڑھ لیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کی۔ کیا ہر سال؟ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والہ وسلم۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیائے کرام کی مخالفت سے ہلاک ہوئے۔ لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (صحیح مسلم شریف، ج۱، ص۴۳۲)

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو اور یاد رکھو کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ وہ کون لوگ ہیں جن کو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مخاطب کر کے فرما رہے ہیں وہ ایمان والے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ معلوم ہوا کہ حج بے ایمان، بدعقیدہ پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف خوش عقیدہ مومن، مسلمان پر فرض ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ پوچھنے والے نے کہا کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت فرمایا یعنی خاموش رہے۔ حتیٰ کہ پوچھنے والے نے تین بار سوال کیا۔ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو ہمارے رسول مالک و مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے اپنے محبوب رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محتاج و مجبور نہیں بنایا بلکہ دین ہو یا دنیا ہر چیز کا مالک و مختار بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی زینت عرش و کعبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایسی شان و شوکت عطا کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر ہاں فرمادیتے تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سکوت و خاموشی نے امت کو ایک بڑی دشواری اور مشکل سے بچالیا۔ کبھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بولنا امت کو دشواری سے بچاتا ہے اور کبھی خاموش رہنا بچالیتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حج کرنے والا ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے

حدیث شریف ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بخاری، مسلم، ج ا، ص ۴۳۶)

حج مقبول کا ثواب جنت ہے

حدیث شریف ۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (بخاری، مسلم، ج۱، ص۴۳۶)

حج پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حدیث شریف ۴: حضرت ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج ان تمام گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔
(صحیح مسلم شریف، ج۱، ص۷۶)

حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے

حدیث شریف ۵: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرتاج زینت عرش وکعبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے۔ (ابن ماجہ شریف، ج۲، ص۱۲۷)

اے ایمان والو! چودہ سو برس پہلے ہمارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کمزوروں کے لئے حج کرنا ایسا ہے جیسے جہاد کرنا ہے اور آج کے دور میں جہاں بے شمار سہولتیں اور آسانیاں ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی حج کرنا آسان نہیں ہے۔ اچھے اچھے کو پسینہ آجاتا ہے گویا حج کرنا جہاد کرنا ہے۔

حج وعمرہ سے محتاجی دور ہو جاتی ہے اور دولت مند ہو جاتا ہے

حدیث شریف ۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب رسالت ماہتاب نبوت مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ، ج۲، ص۲۱۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمام رحمت وبرکت اور روزی وجنت کے تمام خزانوں کا قاسم ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بنایا ہے اور قاسم نعمت وجنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے کہ حج وعمرہ سے محتاجی ومفلسی ختم ہو جاتی ہے اور تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گویا حج وعمرہ کرنے والا گناہوں سے پاک اور غنی ودولت مند ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف میں عمرہ کرنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کرنا ہے

حدیث شریف ۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کے سرکار، مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رمضان شریف میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم، ج۱، ص۴۰۹)

اے ایمان والو! ہو سکے تو رمضان شریف میں عمرہ کرو۔ اس لئے کہ رمضان شریف میں جس شخص نے عمرہ کیا گویا اس شخص نے اللہ کے محبوب رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور اس عمرہ کا ثواب پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

حاجی چار سو کی شفاعت کرائے گا

حدیث شریف ۸: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (ترغیب وترہیب، ج۲، ص۱۶۶)

اے ایمان والو! حدیث شریف آپ حضرات نے سن لی کہ ایک حاجی چار سو افراد کی بخشش کرائے گا۔ جب ایک حاجی کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار عطا فرمایا ہے تو ہمارے خواجہ، ہند کے راجہ حضور غریب نواز اور ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پھر ہمارے پیارے رسول سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر اختیار وقوت عطا کیا ہوگا تو یقیناً ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بے حساب گناہگاروں کی شفاعت و بخشش فرمائیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور آپ چھپاتے جائیں گے

درود شریف:

پیدل حج کرنے والے کو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں

حدیث شریف ۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آجائے۔ اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ پوچھا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا ہر نیکی ایک لاکھ نیکی ہے تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابن خزیمہ، حاکم، ترغیب ترہیب، ج ۲، ص ۱۶۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے وہ دن نصیب فرمائے کہ آپ حج کے لئے مکہ شریف جائیں تو مکہ مکرمہ سے منیٰ وعرفات حج کے لئے پیدل جائیں اور عرفات سے مزدلفہ اور منیٰ اور پھر مکہ شریف پیدل آئیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

حاجی کی دعا سے بخشش ہو جاتی ہے

حدیث شریف ۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شفیع محشر محبوب داور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (حج کی برکت سے) حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس شخص کے لئے استغفار و بخشش کی دعا کرے اس شخص کی بھی مغفرت و بخشش ہو جاتی ہے (مگر ایمان والا ہونا شرط ہے)

(بزار، طبرانی، ترغیب ترہیب، ج ۲، ص ۱۶۷)

حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک حج کا ثواب

حدیث شریف ۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب نبوت ماہتاب رسالت پیارے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا تو اس شخص کے لئے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ابو یعلیٰ، بحوالہ بہار شریعت، ج ۶، ص ۶)

حدیث شریف ۱۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کی پیشی نہیں ہوگی اور نہ اس کا حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ (طبرانی، ابو یعلیٰ، دار قطنی، بیہقی، ترغیب ترہیب، ج ۲، ص ۱۷۸)

طاقت ہوتے ہوئے حج نہ کرنے والا یہودی یا عیسائی ہو کر مرے گا

حدیث شریف ۱۳: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص استطاعت وطاقت رکھتے ہوئے بھی حج نہ کرے تو ہوسکتا ہے کہ یا تو یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۲۲، ترمذی، ج ۱، ص ۱۶۷)

حاجی سے ملنا اور دعا کروانا سنت ہے

حدیث شریف ۱۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور مصافحہ کرو۔ حاجی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے دعا کراؤ۔ اس لئے کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۲۳)

اے ایمان والو! حج ۹ رہجری میں فرض ہوا۔

مسئلہ: (۱) حرام مال سے حج کرنا ناجائز وحرام ہے۔ حج کو جانے کے لئے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ مثلاً ماں، باپ اگر اس کی خدمت کے محتاج ہوں اور اگر ماں باپ نہ ہوں تو یہی حکم دادا، دادی کا بھی ہے۔ یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل ہو تو مطلقاً ماں، باپ کی اطاعت کرے۔

(درمختار، بحوالہ بہار شریعت، ح ۶، ص ۷)

مسئلہ: (۲) عورت جوان ہو یا بڑھیا اگر بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار رہوئی۔ مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا۔ یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔ (بہار شریعت، ح ۶، ص ۱۳)

دعا: ہم رب تعالیٰ جواد وکریم، رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بیت اللہ شریف کا بار بار حج اور کعبے کے کعبہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک بارگاہ کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۱﴾

ذی القعدہ شریف

چوتھے جمعہ کا بیان

فضائل مدینہ منورہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا O (پ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! شہر مدینہ منورہ کی حاضری خوش نصیب مسلمان کو عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے جب ہم سب مدینہ شریف حاضر ہوں تو ہم پر لازم ہے کہ شہر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب واحترام ہر قدم پر ملحوظ رکھیں اور ہم سانس بھی لیں تو ادب کے ساتھ۔ آواز پست ہو، نگاہ نیچی ہو، سر جھکا ہو۔ دست بستہ ادب واحترام کا مجسمہ بن کر حاضری کا شرف حاصل کریں۔

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ ہے
کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے

اور عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

مدینہ شریف کا مقام ومرتبہ: ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر سوار ہو کر ساری دنیا کا گشت کرر ہے تھے۔آپ کے ساتھ اس زمانے کے انبیاء وعلماء تھے اور تخت کے کنارہ پر جنات کھڑے تھے۔تخت برابر اڑ رہا تھا۔ایک ایسا مقام آیا جہاں پہونچ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو نیچے اترنے کا حکم دیا اور تمام حاضرین کو حکم دیا کہ یہ زمین پیدل چل کر طے کرو؟ سب نے حکم کی تعمیل کی اور پیدل چلنے لگے۔خود حضرت سلیمان علیہ السلام بھی پیدل چلنے لگے۔جب اس زمین کا سفر پورا ہو گیا تو اس میدان سے نکل کر تخت پر سوار ہو گئے اور تخت پرواز کرنے لگا۔حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! حضرت سلیمان علیہ السلام آپ نے اس زمین اور میدان کا اس قدر ادب واحترام کیوں کیا اور آپ نے پیدل چل کر اس زمین اور میدان کو کیوں طے کیا؟ آخر اس زمین کے ادب واحترام کی وجہ کیا ہے؟

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، ابھی یہ جگہ جنگل ہے۔ایک زمانہ آئے گا اس جگہ پر ایک شہر آباد ہوگا۔اس شہر کا نام مدینہ منورہ ہوگا۔اس شہر میں اللہ تعالیٰ کا پیارا اور آخری نبی امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی زندگی کا آخری زمانہ گزاریں گے اور اسی زمین پر آپ کا وصال ہوگا۔اور اسی زمین میں آپ مدفون ہوں گے، جہاں آپ کی تربت بنائی جائے گی (جو کعبہ اور بیت المقدس اور عرش اعظم سے بھی افضل واعلیٰ ہوگی) اس لئے اس زمین اور میدان کا ادب بجالایا۔(ملخصاً) (روح البیان شریف)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس وقت اپنے زمانے میں ہمارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سے ایک ہزار سال پہلے اس زمین اور چٹیل میدان کا ادب واحترام کرتے نظر آتے ہیں جب ہمارے مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس زمین میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ ہی اس چٹیل میدان میں شہر محبوب مدینہ منورہ آباد ہوا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس زمین پر پیدل، باادب چلتے نظر آتے ہیں۔

تو اگر آج حضرت سلیمان علیہ السلام مدینہ منورہ میں آجائیں جہاں آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرماں ہیں تو ان کے ادب واحترام کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک   حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ   او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم وسر کی ہے

اے ایمان والو! شہر پاک، مدینہ منورہ میں اپنے پیارے نبی رحمت وبرکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی پرنور بارگاہ کی حاضری کے لئے ایمان والے تڑپتے اور مچلتے رہتے ہیں اور اپنے پیارے رب، اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعاء کرتے ہیں۔

الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولی تیری رحمت برستی ہے

اور جب ایک عاشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم شہر پاک محبوب، مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف حاصل کرلیتا ہے اور وہاں کے دن ورات کے انوار و برکات اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور شہر محبوب کی گلی اور کوچے کا نظارہ کرلیتا ہے تو بس اسی شہر محبوب میں جینے اور مرنے کی آرزو اور تمنا کرنے لگتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

حضرات! شہر محبوب مدینہ منورہ وہ عظمت و بزرگی اور رحمت و برکت کی جگہ ہے جہاں جنت بھی ہے اور مالک جنت بھی۔ جہاں رحمت ہی رحمت ہے اور رحمۃ للعٰلمین بھی ہیں۔ اسی لئے تو یار غار و یار مزار حضرت ابوبکر صدیق اکبر۔ اور حضرت عمر فاروق اعظم۔ حضرت عثمان غنی ذو النورین۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا۔ حضرت بلال حبشی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے مکہ مکرمہ میں زندگی کے سارے اسباب و سامان چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے شہر محبوب مدینہ منورہ میں اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے مبارک قدموں کے سایہ میں سکونت پذیر ہوگئے اور ان میں سے اکثر آج تک قرب محبوب میں آرام فرماں ہیں۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

حضرات! اللہ تعالی نے قرآن کریم میں شہر مکہ مکرمہ کی قسم یاد فرمائی ہے (جس کا بیان فضائل شہر مکہ میں گزر چکا ہے) جس کی وجہ بھی قرآن کریم میں واضح طور سے بیان کردی ہے کہ اللہ تعالی کے محبوب رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قدم ناز اس شہر میں پڑ گیا ہے تو شہر مکہ اس قدر فضیلت و بزرگی والا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی۔ تو مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ محبوب کا قدم مبارک شہر مکہ میں پڑا اور محبوب کا قدم زمین مکہ سے لگا۔ مگر ہمیشہ کے لئے محبوب کا قدم مبارک مکہ مکرمہ میں نہیں رہا۔

لیکن مدینہ منورہ کو یہ شرف و برتری حاصل ہے کہ قدم محبوب اس زمین میں صرف پڑا ہی نہیں بلکہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم نور و رحمت مدینہ منورہ کی پاک زمین میں موجود ہے اور محبوب خدا بنفس نفیس چودہ سو برس سے آج تک اسی پاک زمین میں آرام فرما ہیں تو اب مدینہ منورہ کی فضیلت و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

اسی راز و حکمت کو عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

درود شریف:

(۱) شہر محبوب کی بزرگی اور نیکی

مسجد نبوی میں دو رکعت نماز کا ثواب حج کامل کا ثواب ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارے محبوب و مہربان نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کرے تو وہ شخص حج کامل کا ثواب پاتا ہے اور جو شخص مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھے تو اس شخص کو عمرہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (بیہقی شریف، جذب القلوب، ص ۱۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد نبوی شریف میں کس قدر رحمت و برکت رکھی ہے کہ اس میں مومن، سنی مسلمان دو رکعت نماز ادا کرے گا تو حج کامل کا ثواب پائے گا اور وہ شخص جتنی مرتبہ بھی دو دو رکعت نماز پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس شخص کو ہر دو رکعت پر حج کامل کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا۔

اور شیخ محقق لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں پورے سال میں صرف ایک حج ہے اور ہمارے مشفق و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہر دن کئی حج کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۷)

حضرات! محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کو جو بزرگی اور برتری حاصل ہے وہ دنیا کے کسی شہر حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کو بھی حاصل نہیں۔

عاشقِ مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

شہر مدینہ طیبہ

حدیث شریف ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکتا۔

(بخاری، ج ۱، ص ۲۵۲ مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۴، جذب القلوب، ص ۷۷)

حضرات! مدینہ طیبہ وہ پیارا اور عظمت و برکت والا شہر ہے جس کی ہر گلی اور کوچہ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر فرمادیا ہے جو مدینہ طیبہ کی پاسبانی اور حفاظت کرتے ہیں۔

دنیا کے بادشاہوں کے شہروں کی حفاظت و چوکیداری کے لئے انسان چوکیداری کرتے ہیں مگر محبوب خدا سلطان دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کی پاسبانی اور چوکیداری اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتے کرتے ہیں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

نہ جنت، نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

درود شریف:

مدینہ کی تکلیف پر جو صبر کرے شفاعت پائے گا

حدیث شریف ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کی تکلیف و شدت پر میری امت میں سے جو کوئی صبر کرے قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۴)

حدیث شریف ۳: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ اگر جانتے۔ مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روز قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔ (صحیح مسلم شریف، ج۱، ص۴۴۰)

مدینہ میں مرنے والا شفاعت پائے گا

حدیث شریف ۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی، ج۲، ص۲۲۹، ابن ماجہ، ص۲۲۵، مشکوٰۃ، ص۲۴۰)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو اپنی امت کے سارے گنہگار مومنوں کی شفاعت فرمائیں، مگر مدینہ طیبہ میں مرنے والوں کے لئے خاص شفاعت فرمائیں گے۔

اور مدینہ طیبہ میں مرنے والا مرتے ہی جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

درود شریف:

عاشق رسول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسلام کے فتوحات کے زمانہ میں جتنے شہروں پر اسلام کا غلبہ اور قبضہ ہوا وہ سب تلواروں کی طاقت سے حاصل کیے گئے حتیٰ کہ مکہ مشرفہ کی فتح بھی تلوار سے ہوئی۔ مگر مدینہ منورہ بغیر جنگ و جدال اور بغیر تلوار کے اسلام کے دامن میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ جو شہر میرے محبوب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مسکن اور آخری آرام گاہ ہو وہاں لڑائی، جھگڑا ہو اور تلوار چلے۔ (جذب القلوب، ص۲۹)

محبوب خدا کا محبوب مدینہ

حدیث شریف ۵: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ شریف کے لئے دعاء کی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ ٥ اے اللہ تعالیٰ مدینہ کو میرے لئے محبوب بنا جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس زیادہ (مدینہ کو محبوب بنادے) (بخاری، ج۱، ص۲۵۳، مسلم، ج۱، ص۴۴۳، موطا امام مالک، مشکوٰۃ ۲۳۹)

حدیث شریف ٦: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہر مدینہ طیبہ سے اپنی محبت والفت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مَا عَلَی الْاَرْضِ بُقْعَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ ٥ روئے زمین میں اس ٹکڑے (یعنی مدینہ طیبہ) سے زیادہ کوئی ٹکڑا محبوب نہیں جس میں میری قبر ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۲۴۱)

مدینہ منورہ کے لئے دعائے برکت

حدیث شریف ۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ کے لوگ پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس پھل کو قبول فرمانے کے بعد دعا مانگتے۔

اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔

وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا اور اے اللہ تعالیٰ! ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔

اور فرماتے اے اللہ تعالیٰ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔

وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ٥ اور اے اللہ تعالیٰ! میں تیرا بندہ (اور تیرا حبیب) اور تیرا نبی ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں ان کی دعاؤں سے زیادہ مدینہ طیبہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ پھل کسی چھوٹے بچے کو عطا فرما دیتے۔ (مسلم شریف، ج۱، ص۴۴۲، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! چلو مدینہ طیبہ چلو۔ کہ اس شہر پاک میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعاؤں کی برکتیں آٹھوں پہر برستی رہتی ہیں۔ کچھ نہ کچھ ان رحمتوں اور برکتوں کے چھینٹے ہم کو نصیب ہو ہی جائیں گے۔ اور اس حدیث پاک سے یہ بھی پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ ہر نئی نعمت و دولت کے ملنے پر سب سے پہلے اپنے بزرگوں کی بارگاہ میں اس میں سے کچھ نذرانہ ضرور پیش کرنا چاہئے تاکہ صحابہ کرام کی سنت پر عمل ہو جائے اور سنت کی برکت سے ہمارے مال و دولت میں اضافہ ہوتا رہے۔

(۲) محبوب کے محبوب شہر کی فضیلت

حدیث شریف ۸: مدینہ کی مٹی میں شفاء ہے۔ ہمارے سرکار مدینے کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ۝ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینے کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔ (وفاء الوفاء، ج۱، ص۶۷، کتاب العمل، ج۳، ص۱۰۵)

مدینہ کی مٹی کوڑھ کی بیماری کو دور کردیتی ہے: حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَآءٌ مِّنَ الْجُذَامِ ۝ مدینہ کے گرد و غبار جذام یعنی کوڑھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔
(زرقانی علی المواہب، ج۸، ص۳۳۶، جامع الفوائد، ص۲۰۱)

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض لوگوں کے حالات تحریر فرماتے ہیں کہ جن کو برص یعنی کوڑھ کی بیماری تھی ان لوگوں نے مدینہ طیبہ کی پاک مٹی کو اپنے بیمار جسم سے مَلا تو وہ لوگ کوڑھ کی بیماری سے شفا پا گئے اور ٹھیک اور تندرست ہو گئے۔ (جذب القلوب، ص۲۷)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھالے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اور شاعر مشرق اقبال فرماتے ہیں۔

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

شیخ محقق کا تجربہ: عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ جس زمانے میں مدینہ پاک کا قیام میرے لئے باعث شرف تھا۔ میرے پیروں میں ورم ہوا کہ اطباء نے اس بیماری کو بالاتفاق ہلاکت و بربادی کی علامت قرار دیا۔ میں نے مدینہ طیبہ کی پاک مٹی سے اپنا علاج کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں سہولت اور آسانی کے ساتھ آرام ہوگیا۔ (جذب القلوب، ص۲۸)

دیوبندی مولوی صاحب کی بھی سن لیجئے: مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ سفر حج میں میرے

چچا بھی میرے ساتھ تھے۔ میرے چچا کے منہ میں ورم آگیااور وہ مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اپنے چچا کی یہ پریشانی مولوی خلیل احمد انبی ٹھوی دیوبندی کو بتائی تو انہوں نے کہا، گھبراؤ نہیں سرکار کے روضہ شریف کے قریب سے مٹی لے لو اور منہ پر مل دو۔ میں نے نماز ظہر سے فارغ ہو کر مٹی حاصل کی اور چچا کے چہرے پر ملی اس خاک مدینہ نے اکسیر سے زیادہ کام کیا۔ اس کی برکت سے میرے چچا کو شفا حاصل ہو گئی۔ (تذکرۃ الخلیل، ص ۲۹۴، تاریخ مدینہ، ص ۳۲)

اے ایمان والو! خوب غور کرو اور ان بے ایمان دیوبندیوں کو پہچانو! کہ کتنے نمک حرام اور احسان فراموش ہیں کہ جب بلا ومصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو بدعت وشرک کا نعرہ بھول جاتے ہیں جیسا کہ ان دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا ولی سے مدد مانگنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۸۳) یہاں تو مدد بھی لی تو میرے مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی مٹی سے مدد لی اور شفا حاصل کی۔ مگر پھر بھی ایمان نہیں لائے کہ جب دیار پاک کی مٹی میں اس قدر مدد وشفا پہونچانے کی طاقت ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا سے محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مدد وشفا دینے کی کس قدر طاقت وقوت ہوگی۔

حضرات! ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رحمت عالم ہیں۔ دشمنوں کو بھی اپنی رحمت سے حصہ عطا فرما دیتے ہیں جیسا کہ دیوبندی مولوی صاحب کو اپنی جوار کرم کی مٹی سے شفا عطا فرما دیا۔ مگر مومن وفادار اور منافق غدار میں فرق ہے کہ مومن وفادار اپنے پیارے نبی، رحمت وبرکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ابر کرم کی بارش میں دنیا میں بھی نہاتے ہیں اور بروز قیامت بھی سیراب ہوں گے۔ لیکن منافق غدار ومشرک اور کافر صرف اور صرف دنیا میں کچھ حصہ پائیں گے اور قیامت کے دن ہر نعمت ودولت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

خوب فرمایا مومن وفادار اہلسنت کے سردار امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر ومرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

درود شریف:

مدینہ طیبہ کے گرد وغبار کی فضیلت

حدیث شریف ۹ : شیخ محقق علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کہیں باہر سے مدینہ طیبہ میں تشریف لاتے تو جو گرد وغبار آپ کے چہرۂ انور پر پڑ جاتا اس کو صاف نہ فرماتے اگر صحابہ کرام میں سے کوئی شخص اپنے چہرہ اور سر کو گرد وغبار کی وجہ سے چھپاتا تو آپ منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔ (جذب القلوب، ص۲۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی مدینہ طیبہ جائیں اور اے کاش کہ مدینہ طیبہ کے پاک گرد وغبار ہمارے سر اور چہرے پر پڑے ہوں تو ہرگز ہم ان پیارے رحمت ونور والے گرد وغبار کو جھٹکاریں نہیں اور نہ ہی صاف کریں بلکہ ان کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیں۔ اگر بیماری ہوگی تو شفا نصیب ہو جائیگی اور ہمارے چہرے روشن اور بارونق بھی ہو جائیں گے۔

حضرات! شہر پاک محبوب، مدینہ طیبہ کی زمین کی مٹی بھی رحمت وشفا والی ہے۔ یہ بزرگی اور برتری صرف مدینہ طیبہ کو حاصل ہے جو دنیا کے کسی شہر کو نصیب نہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(۳) مدینہ طیبہ کے پھلوں میں شفا ہے

حدیث شریف ۱۰: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے شہر پاک کے تمام پھلوں میں شفا ہے۔ (بخاری، مسلم، جذب القلوب، ص۲۸)

عجوہ کھجور کی فضیلت

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ اَحَبُّ التَّمْرَاءِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم الْعَجْوَةُ.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام قسم کے کھجوروں میں عجوہ کھجور زیادہ پسند تھا۔

حدیث ۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عجوہ کھجور کی اصلیت اس درخت سے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا۔ (جذب القلوب، ص ۴۸)

حدیث ۳: عجوہ جنت کے کھجوروں میں سے ہے اور یہ زہر کا تریاق ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۴۷، مشکوٰۃ شریف)

عجوہ کھجور میں شفا ہے

حدیث ۴: سرکار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات عدد عجوہ کھجور نہار منہ (صبح کو) کھائے اس پر زہر اور جادو اثر نہ کرے۔ (بخاری، ج ۲، ص ۸۱۹، مسلم، ج ۲، ص ۱۸۱، جذب القلوب، ص ۴۸)

اے ایمان والو! مدینہ طیبہ کی تمام قسم کی کھجوروں میں خاص کر عجوہ کھجور میں جو برکات اور شفا ہیں وہ سب ہمارے حضور سراپا رحمت و نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست رحمت کی نسبت سے ہیں اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ، امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دعا جس کا جو بن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خطہ میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرات! محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ دنیا کے تمام شہروں پر یہ شرف اور فضیلت رکھتا ہے کہ اس زمین کے پھلوں میں بھی رحمت و شفا ہے جو کسی زمین کو نصیب نہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(۴) مدینہ طیبہ کی ہواؤں میں شفا ہے

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جو ہوائیں چلتی ہیں وہ خوشبودار ہوتی ہیں اور ان ہواؤں میں رحمت و شفا ہے ملخصاً (جذب القلوب، ص ۳۱)

حضرات! محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر عزت و عظمت سے نوازا ہے دنیا کے دوسرے شہروں کو کہاں نصیب کہ اس شہر پاک میں چلنے والی ہواؤں میں اللہ تعالیٰ نے برکت اور شفا کی تاثیر عطا فرما دی ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم جس وقت آپ پر برس پڑے اور آپ کو محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ کے صبح و شام اور دن و رات کی بہاروں میں اس کے پاک اور خوشبودار ہواؤں کے پُر کیف جھونکوں میں کچھ ساعتیں گزارنے کا موقعہ میسر آ جائے تو رحمت و شفا والی پاک ہواؤں سے خوب خوب مستفید اور فیض یاب ہونے کی کوشش کرنا چاہئے اور کسی بے ایمان اور بدعقیدہ شخص کی گمراہ کرنے والی کسی بات پر کان نہیں دھرنا چاہئے ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے اور حاصل ہونے والی نعمت و دولت سے بھی آپ محروم ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے امن و پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل و اعلیٰ ہے

﴿ پہلی دلیل ﴾

محبوب کا قیام مدینہ طیبہ میں: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی اور محبوب رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں قیام و آرام فرمانے کا حکم عطا کیا۔ ہم ایمان والے عاشقوں کے لئے یہی دلیل ہے کہ مکہ سے مدینہ طیبہ افضل ہے۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو مدینہ طیبہ کی زمین اور اس کا شہر پسند اور محبوب نہ ہوتا تو شہر مدینہ طیبہ میں اپنے پیارے نبی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیام و آرام فرمانے کا حکم نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ اس قدر محبوب اور پسندیدہ ہے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں بسنے اور آخری آرام گاہ بنانے کا حکم عطا فرما دیا۔

اِذِالْحَبِیْبُ لَایَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّامَاھُوَاَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَہٗ ٥ یعنی محبوب نہیں پسند کرتا ہے اپنے محبوب کے لئے مگر وہ چیز جو محبوب کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہو۔ (جذب القلوب، ص ۱۸)

حضرات! محب حقیقی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قیام وسکون اور آخری آرام گاہ کے لئے جس پیاری زمین اور جس مبارک شہر کو پسند فرمایا وہ دنیا کی تمام زمینوں اور شہروں میں سب سے بزرگ اور افضل ہے۔ اس روایت سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

حدیث شریف: مکہ کے سرکار۔ مدینے کے سردار، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب مکہ شریف سے ہجرت کا ارادہ کیا تو دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْکُنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ٥

یعنی اے اللہ تعالیٰ! اگر تو مجھ کو میری بہت پسندیدہ جگہ (مکہ) سے باہر لاتا ہے تو میری سکونت اور قیام کے لئے ایسی جگہ منتخب فرما جو تیرے نزدیک تمام مقامات میں محبوب ترین مقام ہو۔ (مستدرک، جذب القلوب، ص ۱۸)

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کو بیان فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا یقیناً قبول ہوئی جس کی برکت سے یہ مقام (یعنی مدینہ طیبہ) تمام مقامات میں افضل ترین ہوگیا اور اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں قیام وسکونت کو پسند نہیں فرمایا بلکہ مدینہ طیبہ ہی کے قیام وآرام کو پسند کیا۔ (جذب القلوب، ص ۱۸)

حضرات! صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ، مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

دوسری دلیل

شیخ محقق کا فیصلہ: عاشق مدینہ مشہور بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ہر مومن اور مسلمان کو چاہئے کہ نسبت وتعلق کا خیال ولحاظ رہے اور محبت کے مشرب پر قائم رہا جائے۔

ایمان والوں کو اس عقیدے پر قائم رہنا چاہئے کہ خالق ومالک اللہ تعالیٰ کی فضیلت کے بعد ساری فضیلت خالق ومالک کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ہے اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ شخص ہر چیز پر ہر وجہ اور ہر جہت سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کو فضیلت دے۔ اس میں کچھ بھی لحاظ وپاس نہ کرے۔ اور سارے عالم کی چیزوں میں الگ الگ جو فضیلت ہے اس کی وجہ بھی نسبت وتعلق ہی ہے۔ اس بات پر

انبیائے کرام، رسولان عظام اور جملہ صحابہ کرام ومحدثین وائمہ دین اور اولیاء وعلماء و بزرگان دین کا بالاجماع اتفاق ہے کہ محبوب خدا پیارے مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو تعلق اور نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے حاصل ہے اور آپ کو جو مقام و درجہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملا ہے وہ مقام و درجہ اور نسبت و تعلق نہ کعبہ معظمہ کو حاصل ہے اور نہ ہی عرش اعظم کو ملا ہے۔ ملخصاً۔ (جذب القلوب، ص ۱۴)

فدائے مصطفےٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زہے عزت واعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آن خدا وہ خدائے محمد ﷺ

اور فرماتے ہیں:

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

جس چیز کو جتنی نسبت اور تعلق محبوب خدا مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے اتنی ہی زیادہ اس چیز کی فضیلت ہے۔ اگر مکہ مکرمہ آپ کی جائے پیدائش ہے تو مدینہ طیبہ آپ کا دار قرار اور قیامت تک کے لئے آرام گاہ ہے۔ ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل واعلیٰ ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص ۱۹)

﴿ تیسری دلیل ﴾

مدینہ میرا حرم ہے: مسلم شریف کی روایت ہے کہ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مدینہ طیبہ حرم ہے
اور طبرانی شریف کی حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
حَرَمُ اِبْرَاهِیْمَ مَکَّۃَ وَحَرَمِیَ الْمَدِیْنَۃُ ٥ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حرم مکۃ المکرمہ ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرا حرم مدینہ طیبہ ہے۔ (مسلم شریف)

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی امت کے امام و نبی ہیں۔ اور ہمارے آقا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جملہ انبیائے کرام ورسولان عظام اور تمام اولین وآخرین حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کے بھی امام اور نبی ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

کروں انبیاء سے عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہما نبی

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

حضرات! خوب اچھی طرح ثابت اور ظاہر ہوگیا کہ ہمارے پیارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل واعلیٰ ہیں تو افضل واعلیٰ رسول مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حرم پاک مدینہ طیبہ بھی افضل واعلیٰ ہے مکہ مکرمہ سے۔

﴿ چوتھی دلیل ﴾

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آل واصحاب اور اکابر بزرگان دین جو جملہ برکات وکرامات کے جامع ہیں وہ سب مدینہ طیبہ میں آرام فرما ہیں یہ ساری خوبیاں مدینہ طیبہ کے پاک شہر کی زمین کو حاصل ہیں جو مکہ مکرمہ میں نہیں ہیں۔

شیخ محقق فرماتے ہیں۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ مکان کی قدر ومنزلت اور اس کی شان وشوکت مکان کے مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو عشق ومحبت رکھتے ہیں

خدا کی قسم سچی محبت اور پختہ عقیدت کے حسن وجمال کے ساتھ باطنی لذتیں جو قلب وجگر کی آنکھوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہیں جو کسی دوسرے شہر میں دیکھی نہ سنی۔ البتہ بعض دوسری جگہوں میں جو چمک اور نورانیت نظر آتی ہے وہ اسی مقام کا حسن وزیبائی ہے اور اسی جگہ یعنی مدینہ طیبہ کے انوار وتجلیات اور

برکات وحسنات ہیں جو بعض دوسرے مقامات پر نظر آتے ہیں اور اس درگاہ کے خادم وخاکسار ہیں جو دوسرے مقامات پر سوئے ہوئے ہیں۔ آرام کررہے ہیں۔ (جذب القلوب،ص۱۰)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حرم و طیبہ وبغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

آسمان خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حضرات! ثابت ہوا کہ مدینہ طیبہ، مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

درودشریف:

﴿ پانچویں دلیل ﴾

اکابر صحابہ کے نزدیک مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل ہے: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بھی دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت اور امام مالک واکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ مدینہ طیبہ کو مکہ شریف پر فضیلت دیتے ہیں۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس شہر شریف کی یعنی مدینہ طیبہ کی جتنی زیادہ محبت ہے اس قدر محبت کسی دوسرے شہر کی نہیں ہے۔ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں آپ نے اقامت فرمائی۔ اور اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں آپ نے تمام فتوحات حاصل کیں۔ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں اسلام کو طاقت وقوت ملی اور یہیں سے دین کی تبلیغ واشاعت عمل میں آئی۔ اور یہی شہر پاک مدینہ طیبہ کی پاک زمین تمام برکات وحسنات کا سرچشمہ اور جملہ کمالات ظاہر وباطن کا معدن اور سعادت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کا مبدا ہے اور سب سے بڑی فضیلت وبزرگی کی خاص وجہ یہ ہے کہ محبوب خدا احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مزار شریف اور قبر پاک شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہے جو مکہ شریف کو نصیب نہیں ہے شہر پاک مدینہ طیبہ کی اس بزرگی اور برتری کا کوئی نعمت بلکہ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں مل کر بھی مقابلہ اور برابری نہیں کرسکتیں۔

اور کوئی عمل فرائض وواجبات کے بعد مزار پاک وقبر پاک کی زیارت کی برابری نہیں کرسکتا۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں کہ ہر جان کی پیدائش اس مٹی سے ہے۔ جس میں وہ دفن ہوتا ہے یعنی جہاں اس کی قبر بنی ہے اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ محبوب خدا ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ کی جس زمین میں آرام کر رہے ہیں اسی زمین پاک کی مٹی سے آپ کی پیدائش عمل میں آئی۔ اور وہ پاک اور عظمت والی مٹی مکہ شریف کی نہیں بلکہ مدینہ طیبہ کی ہے اور اسی طرح آل واصحاب اور دوسرے بزرگان دین علیہم الرحمۃ والرضوان جو شہر پاک مدینہ طیبہ میں اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ کرم میں سو رہے ہیں ان کے نفوس پاک بھی اسی پاک مٹی سے بنے تھے۔ اور مدینہ منورہ کے لئے یہ فضیلت وشرافت کافی ہے۔ صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واشرف ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۵)

سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

درود شریف:

﴿ چھٹی دلیل ﴾

مکہ میں اندھیرا چھا گیا اور مدینہ روشن ہو گیا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب آفتاب نبوت ماہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ شریف سے ہجرت کی تو مکہ میں اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مدینہ طیبہ میں ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ وہاں کا ذرہ ذرہ روشن اور منور ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ میرا مسکن ہے اور مدینہ ہی میں میری قبر بھی ہو گی۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۴۶)

مکہ کی فضیلت پر دلیل دی جاسکتی ہے: کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَكَّةُ خَيْرُ بِلَادِ اللّٰهِ ٥ یعنی مکہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں میں بہتر ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے: وَمَكَّةُ اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ ٥ اور مکہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں پسندیدہ ہے

تو حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ کی افضلیت کو اجاگر کرتے ہوئے جواب تحریر فرماتے ہیں کہ

ہمارے سرکار مدینے کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد پاک مدینہ طیبہ کی فضیلت سے بہت پہلے ابتدا میں تھا مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو فضیلت و بزرگی مدینہ طیبہ کی ظاہر فرمائی اس حدیث شریف کے بعد کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر دی کہ مکہ مکرمہ کو جو برکت حاصل ہے اس سے دگنی برکت بلکہ اس سے زیادہ برکت وثواب مدینہ طیبہ کو حاصل ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۷)

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

﴿ ساتویں دلیل ﴾

مدینہ طیبہ بہتر ہے مکہ سے: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ ۝ یعنی مدینہ طیبہ بہتر ہے مکہ مکرمہ سے۔

(طبرانی، معجم کبیر، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۳)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر ڈانٹتے ہوئے عبداللہ بن عباس مخزومی سے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے اور اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو سے صاف صاف ظاہر ہے کہ مکہ شہر پر مدینہ شہر افضل ہے۔ (مؤطا امام مالک)

﴿ آٹھویں دلیل ﴾

مدینہ طیبہ سے کس قدر محبت ہے: ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کسی سفر سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لاتے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہونچتے تو اپنی سواری کو حرکت دیکر تیز کر دیتے تھے۔

اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ کی محبت میں بے چین ہو جاتے کہ میں کسی طرح جلد سے جلد مدینہ طیبہ میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قلب مبارک مدینہ طیبہ میں پہونچ کر سکون وقرار پاتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری شفاعت کے شرف کو حاصل کریں گے وہ لوگ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ۔ (جذب القلوب، ص۲۲)

حضرات! اس حدیث شریف کی روشنی میں فیصلہ ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل و اعلیٰ ہے۔

﴿ نویں دلیل ﴾

مدینے میں مرنے کی دعا مانگنا سنت ہے: حدیث شریف میں ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اپنے رب تعالی کی بارگاہ میں دعا مانگتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ ٥ یعنی اے اللہ تعالی مجھے مکہ میں موت نہ دے بلکہ مجھے مدینہ طیبہ میں موت عطا فرما۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تمام روئے زمین پر مدینہ طیبہ کے سوا کوئی زمین کا حصہ ایسا نہیں ہے کہ میں جس میں اپنی قبر کو پسند کروں۔ (جذب القلوب، ص۲۲۔۲۳)

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! کیا شان ہے مدینہ طیبہ کی۔

سبز گنبد کی بہاروں میں وہ زیبائی ہے
عرش اعظم بھی مدینے کا تمنائی ہے

حضرات! واضح اور روشن ثبوت موجود ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل و اعلیٰ ہے۔

﴿ دسویں دلیل ﴾

حضرت عمر فاروق اعظم کا مدینے میں مرنے کی دعا: روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ٥ اے اللہ تعالی مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر مقدس میں مقدر فرما۔ (بخاری شریف، ج۱، ص۲۵۳)

اے ایمان والو! بخاری شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کی قدر و منزلت اس قدر بلند و بالا ہے کہ مراد مصطفیٰ خلیفہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ مدینہ طیبہ میں موت آنے کی یعنی مرنے کی دعا کیا کرتے تھے۔ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور مدینہ طیبہ میں جام شہادت نوش کیا اور مدینہ طیبہ میں قبر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب پہلوئے یار غار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدفون ہوئے۔

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں مرنے کی دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ اپنے محبوب ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ میں موت آنے کی آرزو اور تمنا کرتے نظر آتے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

کیا پیاری ترجمانی فرمائی ہے۔ عاشق مدینہ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

اور فرماتے ہیں۔

مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

﴿ گیارہویں دلیل ﴾

مدینہ طیبہ ہی میں حیات وموت کی آرزو: مشہور عاشق رسول، مدینہ منورہ کے معروف عالم، مالکی مسلک کے امام حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً چالیس سال بلکہ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر فرمائی۔ صرف ایک مرتبہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے صرف ایک بار حج زندگی میں فرض تھا وہ میں نے ادا کرلیا۔ اب باقی زندگی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس شہر پاک سے باہر کہیں نہیں جاتا ہوں اور حج کے لئے مکہ مکرمہ بھی نہیں جاتا ہوں۔ کہیں مجھے موت نہ آجائے اور شہر پاک، مدینہ طیبہ چھوٹ نہ جائے اور میری آرزو اور تمنا ہے کہ شہر پاک مدینہ طیبہ ہی میں موت آئے اور اسی شہر پاک میں دفن کیا جاؤں۔ ملخصاً (جذب القلوب ص ۲۳)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

حضرات! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے بڑے عاشق رسول اور بزرگ امام وعالم ہیں جو جہان علم میں پوشیدہ نہیں۔ تو ایسے عظیم الشان بزرگ وامام اور عالم کا شہر پاک، مدینہ طیبہ میں موت ودفن کی آرزو اور تمنا کرنا اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے شہر پاک مدینہ طیبہ سے باہر نہ جانا ان کا یہ فعل وعمل لاریب۔لاکلام ثابت کرتا ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واشرف ہے۔

﴿ بارہویں دلیل ﴾

مدینہ ظاہر وباطن کی میل کو دور کردیتا ہے: ہمارے پیارے مصطفےٰ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے فرمایا: اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِيْ خُبْثَ الرِّجَالِ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ ٥ یعنی مدینہ طیبہ لوگوں کے میل اور گندگی کو دور کردیتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کی آگ لوہے کے میل اور زنگ کو دور کردیتی ہے۔ (بخاری، ج۱، ص۲۵۳)

دوسری روایت: اِنَّهَا طَيِّبَةٌ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْفِضَّةِ ٥ یعنی بے شک مدینہ پاک ہے اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف کردیتا ہے جیسے سنار کی بھٹی کی آگ چاندی کے میل کو صاف کردیتی ہے۔ (بخاری شریف، ج۱، ص۲۵۳)

اور حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے برکات وحسنات جو ذکر کئے گئے ہیں کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ ہر زمانے کے لئے ہیں حتیٰ کہ قیامت تک کے لئے ہیں۔ (جذب القلوب، ص۳۳)

حضرات! کلام اپنے منتہیٰ کو پہونچا حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہوگئی کہ ہر طرح سے ہر حال میں مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔عشق ومحبت کے متوالے، مدینے کے دیوانے، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق میں ڈوبا ہوا شعر سن لیجئے جو میرے امام کا اور ہم غلامان رضا کا بھی یہی آخری فیصلہ ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ میں مدینہ طیبہ کی جو فضیلت و بزرگی ہے اس میں سے کچھ اور بلکہ بہت کم اور مختصر بیان کر دیا ہے جو ایمان والے عاشقوں کے لئے بہت کچھ ہے مگر بے ایمان و بد عقیدہ کے لئے جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کچھ نہیں ہیں تو ان کے شہر پاک کی عظمت و بزرگی کو وہ کیا جانیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعظم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وال وسلم کا عاشق بنائے۔ آمین ثم آمین۔

امام مالک کا ادب: مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال مدینہ طیبہ میں زندگی بسر کی مگر بول و براز نہیں کیا۔ یعنی پیشاب، پاخانہ نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ کو حاجت ہوتی تو مدینہ طیبہ کے دور دراز علاقوں میں پہاڑیوں اور جنگلات میں تشریف لے جاتے مگر جس جگہ پر رفع حاجت کے لئے بیٹھنا چاہتے تو خیال آتا کہ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جوار و علاقہ ہے کہیں اس مقام پر میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک قدم نہ پڑے ہوں بس یہ خیال مبارک آپ کو بے چین و بے قرار کر دیتا اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر فراغت کے واپس تشریف لے آتے تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس سال تک شہر محبوب (مدینہ طیبہ) میں قائم اور سلامت رکھا اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر بول و براز کے ساری عمر مدینہ طیبہ میں گزار دی۔

حضرات! ایک خاص حکمت ذہن نشیں فرمالیں کہ تمام عالم اسباب کا محتاج ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اسباب کا پیدا فرمانے والا ہے وہ رب تعالیٰ کسی سبب و ذریعہ کا محتاج نہیں ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر شی اور تمام اسباب سے بے نیاز و بے پرواہ ہے جو بندہ اس سبب و ذریعہ کے بغیر زندہ و سلامت نہیں رہ سکتا، مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق چاہ لے تو اپنے بندہ کو بغیر اس سبب اور ذریعہ کے بھی زندہ اور سلامت رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و کرامت کا ظہور حضرت امام مالک کے لئے ہوا۔

تو اب ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت و کرامت کا ظہور اس شخص کے لئے فرما دیتا ہے جو شخص اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور دیوانہ ہوتا ہے۔

دیوانگی عجب چیز ہے سیماب
یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنا لے

درود شریف:

ایک واقعہ: یہ بھی مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم میں مدینہ طیبہ کا ایک کانٹا چبھ گیا تو بار بار شہر محبوب کے اس کانٹے کو چومتے اور چلنے میں سنبھل سنبھل کر قدم رکھتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کانٹا میرے قدم سے نکل جائے۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر کسی نے آپ سے کہہ دیا کہ حضرت! جب اس کانٹے کی وجہ سے آپ تکلیف میں ہیں اور آپ کو چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے دھیرے دھیرے سنبھل سنبھل کر چلتے ہیں تو کانٹا کو قدم سے نکال کیوں نہیں دیتے۔ اتنا سننا تھا کہ عشق بھڑک اٹھا، محبت تڑپ اٹھی اور جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ شہر محبوب کا کانٹا ہے جو نکالنے کے لئے نہیں ہے بلکہ قلب وجگر میں جگہ دینے کے لئے ہے۔ کاش! شہر محبوب کا یہ کانٹا میرے قلب وجگر میں چبھ جاتا تو کتنا بہتر ہوتا۔

اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اے لوگو! بروز قیامت جب میرا رب تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ مالک! تو میرے پاس آیا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا، میرے رحمٰن ورحیم پروردگار۔ میں تیرا بندہ مالک تیری بے نیاز بارگاہ میں تیرے محبوب پاک کے شہر محبوب، مدینہ طیبہ کا ایک کانٹا لایا ہوں۔ مجھے امید واثق اور یقین کامل ہے کہ شہر محبوب کے کانٹے کے وسیلہ سے میرا رحمٰن ورحیم اور کریم مولیٰ تعالیٰ خوش اور راضی ہو کر مجھ کو جنت کا حقدار بنا دے گا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اے ایمان والو! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے۔ آپ کی ذات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عظیم مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ اور بزرگان دین کے نزدیک محبوب امام اور عاشق صادق ہیں جب ان کی محبت اور عقیدت شہر محبوب کے ایک کانٹے کے ساتھ اس قدر زیادہ ہے تو فیصلہ کیجئے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ونگاہ میں مدینہ کے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قدر ومنزلت، عزت وحرمت اور محبت وعقیدت کا کیا عالم ہوگا۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے۔

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

اور فرماتے ہیں۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

اور ہمارے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یہ کیسے یہ گل و غنچے ہوں خوار آنکھوں میں
بسے ہوئے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

اور استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

درود شریف:

حضرت امام مالک مدینے کی درو دیوار کو چومتے تھے

یہ بھی ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کی گلی وکوچے سے گزرتے تو شہر محبوب کی پرانی عمارتوں کی دیواروں کو بوسہ دیتے اور چومتے۔ کسی نے پوچھ لیا کہ آپ کی ذات بہت بلند و بالا ہے۔ آپ امت کے پیشوا اور امام ہیں آپ کا ہر عمل بندگان خدا کے لئے روشن مینارہ ہے اور وسیلۂ ہدایت ہے۔ آپ ان قدیم اور بوسیدہ دیواروں کو کیوں چومتے ہیں؟ ان کو بوسہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ مدینہ طیبہ کے راستے ہیں اور یہ دیواریں ان راستوں کے قریب ہیں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راستوں سے گزرے ہوں گے تو میرے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم پاک اور جسم پاک کا پیرہن مبارک و کپڑا شریف کبھی نہ کبھی ان دیواروں سے مس ہوا ہوگا اس لئے میں ان مبارک دیواروں کو چومتا ہوں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ آپ دین و شریعت کے امام و پیشوا ہیں دین مجھ سے زیادہ جانتے ہیں تو بتایئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت شریفہ راہ چلنے میں کیسی تھی؟

یہ تو بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ دیواروں سے کھیل کرتے ہوئے گزرتے ہیں تو حضرت امام مالک جواب دیتے ہیں کہ میں نے مانا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم پاک اور پیرہن مبارک ان دیواروں سے مس نہیں ہوا ہوگا لیکن جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راہوں سے گزرے ہوں گے تو آپ کی پیاری نظر و نگاہ نے ان دیواروں کو ضرور دیکھا ہوگا تو پھر پوچھنے والے نے کہا کہ امام صاحب! ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب راستہ چلتے تھے تو سر جھکا ہوتا تھا اور نگاہیں نیچی کر کے چلتے تھے تو آپ بتائیے کہ جب سر جھکا ہوگا اور نگاہیں نیچی ہوں گی تو دیواروں پر نگاہ کیسے پڑی ہوگی؟ تو جواباً حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے کہنے کے مطابق ہم نے مان لیا اور تسلیم کر لیا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نہ جسم مبارک اور نہ ہی کپڑا مبارک ان دیواروں سے لگا ہے اور نہ ہی مس ہوا ہے اور نہ ہی ان دیواروں پر نگاہ و نظر پڑی ہے لیکن تم کو یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا اور ماننا پڑے گا کہ جب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راہوں سے ان دیواروں کے قرب سے گزرے ہوں گے تو ان دیواروں نے ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ضرور بہ ضرور دیکھا ہوگا۔

لہٰذا ہم تو ان کو بوسہ دے رہے ہیں اور چوم رہے ہیں جن دیواروں نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔

اے ایمان والو! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت والفت، عقیدت وعشق سے لبریز داستان آپ حضرات نے سماعت فرمائی کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس قدر عشق ومحبت کرتے تھے کہ شہر محبوب مدینہ طیبہ کی درودیوار کو چومتے ہیں اور بوسہ دیتے نظر آتے ہیں مگر آج تک کسی امام یا محدث یا ولی یا بزرگ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کو نہ بُرا کہا اور نہ ہی اپنی کتابوں میں اس کو بُرا لکھا۔ لیکن آج کل کچھ بدعقیدے، ایمان کے لٹیرے یہ بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ انگوٹھا چومنا بدعت وناجائز ہے اور اگر ان سے سوال کیا جائے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک افضل ہے یا مدینہ طیبہ کی درودیوار تو ماننا اور کہنا پڑے گا کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک افضل واعلیٰ ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ جب مدینہ شریف کے درودیوار چومنا جائز ودرست ہے تو سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا بھی بدرجہ اولیٰ جائز ودرست ہے۔

اے ایمان والو! اگر کوئی بدعقیدہ شخص نام پاک کے چومنے کو بدعت وناجائز کہے تو اس بدعقیدہ شخص سے سوال کیجئے اور اس سے پوچھئے کہ بدعت وناجائز کام کو ہمارے اسلاف، بزرگان دین نے اپنی کتابوں میں لکھ دیا

ہے تا کہ امت بدعت و نا جائز کام سے بچتی رہے تو صحابہ کرام سے لیکر ائمہ و محدثین، اولیائے امت و علمائے دین کا کوئی قول بتائیے ان کی کسی کتاب کو دکھا دیجئے جس میں یہ لکھا ہو کہ نام پاک کو سن کر انگوٹھا چومنا بدعت و نا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اللہ والے جنتی بزرگوں کی کتاب کا حوالہ چاہئے۔ قیامت تو آسکتی ہے مگر ایسی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے سکتے جس میں نام پاک سن کر انگوٹھا چومنے کو بدعت و نا جائز لکھا گیا ہو بلکہ بزرگان دین کی کتابوں میں اس بات کا حوالہ ضرور ملے گا کہ نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا سنت و مستحب ہے۔

جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نام پاک سن کر انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگانا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور جس فعل و امر کا ثبوت حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر و ثابت ہو جائے تو مزید اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ امت کو عمل کے لئے کافی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اے ایمان والو! بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ اور کافی وضاحت اور بے شمار دلائل کے ساتھ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام وائمہ دین و محدثین عظام اور اولیائے کرام و علمائے ذوی الاحترام کے اقوال و افعال سے سورج کی روشنی سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل و اعلیٰ ہے۔

آقائے نعمت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اور بحر بیکراں کے لئے